ادارۂ الحق

جہادِ افغانستان

——— جذبۂ شہادت اور جان سپاری کے بے مثال واقعات

دارالعلوم حقانیہ میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ سے ملنے اکثر مجاہدین افغانستان تشریف لاتے رہتے ہیں اور مجاہدین کے جذبۂ جہاد، نصرت خداوندی اور شہداء کے روحانی مقامات اور بارگاہِ خداوندی میں ان کے تقرب اور کرامۃ کے ایسے واقعات سننے میں آجاتے ہیں جن سے ایمان کو جلاء اور یقین کو پختگی حاصل ہو جاتی ہے — ایسے بعض واقعات الحق کے وقائع نگار ابوالقاسم کے قلم سے۔ (سمیع الحق)

عیدالاضحیٰ (۱۴۰۳ھ) کا بارہواں روز تھا جب مجاہد حبیب نور کا جنازہ ان کے گھر پہنچایا گیا۔ ان کی شہادت کا آج تیسرا روز تھا۔ لواحقین و رشتہ داروں کے علاوہ سینکڑوں مسلمان تھے جو شہید حبیب نور کا آخری دیدار کر رہے تھے کہ اچانک، مرحوم کے لبوں میں حرکت پیدا ہوئی، دیکھا جا رہا تھا اور دیکھنے والے ایک نہیں سینکڑوں تھے۔ کہ مرحوم کی آنکھیں بند ہیں وجود بے حس ہے۔ اور جسم سارا لہولہان۔ مگر ہونٹ ہیں کہ تیزی سے حرکت کئے جا رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرحوم کچھ پڑھ رہے ہیں۔ امیر صاحب نے کان قریب کئے تو معلوم ہوا کہ مرحوم ذکر کر رہے جسے کان لگا کر آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔ پھر ایک نہیں سب نے دیکھا، اور سب نے سنا کہ اللہ کے راستے میں جان کی بازی لگا دینے والا، اب بھی زبان سے یہ شہادت دے رہا ہے کہ اللہ والے "یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبھم۔" کا عملی پیکر تو ہوتے ہیں ہی، لیکن بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ربِ غیور کے فضل و کرم سے مرنے کے بعد بھی ذکر اللہ سے رطب اللسان رہتے ہیں، دنیائے عالم کیلئے موجبِ حیرت و درس عبرت بن جاتے ہیں۔ سچ ہے کہ شہداء ہی بل احیاءٌ ولکن لا تشعرون کے مصداق ہیں۔

مجاہد حبیب اللہ شہید جنہیں ابھی چند روز قبل روسی دشمن سے مقابلہ کرتے ہوئے بارگاہِ الوہیت

سے خلعت شہادت نصیب ہوئی کے بیسیوں رفقاء کا بیان ہے کہ شہادت سے قبل مجاہد حبیب اللہ نے بار ہا کہا، صرف کہا نہیں بلکہ قسم کھا کھا کر یقین دلایا۔

دوستو! "وہ دیکھو سامنے جنت ہے" تمام رفقاء حیرت میں تھے۔ مجاہد حبیب اللہ نے فرمایا۔ حیران کیوں ہوتے ہو، جنت تو میرا مشاہدہ ہے۔ اللہ کی قسم جنت مجھے دنیا میں دنیا کی آنکھوں سے نظر آرہی ہے ___ نگاہیں جنت پر تھیں، منزل مقصود کو روانہ ہوئے۔ روسی دشمن سے مقابلہ ہوا۔ ابھی تھوڑی دیر نہیں گزرنے پائی تھی کہ مرحوم جس مقام کو دیکھ رہے تھے وہیں پہنچ گئے۔

مجاہدین کی ایک جماعت نہتے ہاتھوں، روسی دشمن کے مسلح فوجیوں کا مقابلہ کرتی رہی، یہ مقابلہ بہت سخت تھا اور پہلے کی نسبت زیادہ صبر آزما۔ جب لڑائی بند ہوئی اور مجاہدین اپنے ٹھکانوں پر واپس لوٹے اور ایک دوسرے کا حال معلوم کیا۔ مگر مجاہد بسم اللہ شہید کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ خیال تھا کہ روسی دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو چکے ہیں یا جام شہادت نوش کر کے ابدی نیند سو گئے ہیں۔ تلاش جاری ہوئی، رفقاء نے لڑائی کے تمام محاذوں کو چھان مارا، مگر کہیں بھی نشان نہ مل سکا۔ رفقاء مایوس ہو گئے اور یہی سمجھنے لگے کہ دشمن نے انہیں گرفتار کر لیا ہوگا، یا ان کی نعش تک کو غائب کیا ہوگا۔ مگر رب العالمین کی قدرت کی نیرنگیاں بھی عجیب ہیں تیسری شب مجاہد بسم اللہ جان کی والدہ کو اپنے لخت جگر کی خواب میں زیارت ہوتی ہے۔ عرض کرتا ہے امی جان! تمہیں اپنے لخت جگر کے دفنانے کا غم کیوں نہیں۔ والدہ نے ڈبڈبائی آنکھوں سے عرض کیا عزیز بیٹے! ہم نے تو اپنی حد تک تلاش بسیار کی ہے۔ مگر تمہارا کوئی پتہ نہیں چل سکا، آخر ہمیں اتنا تو بتا دو کہ تم ہو کہاں ؟ خواب میں بسم اللہ جان شہید نے وہ مقام بتایا جہاں ان کی لاش پڑی تھی، صبح ان کی والدہ نے مجاہدین کے امیر سے بات کی، اسلامی فوج کے سپاہی اشارہ پاتے ہی اس مقام پر پہنچ گئے۔ جسطرح اور جن آثار کے ساتھ والدہ نے مقام کی نشاندہی کی تھی اسی طرح انہی آثار کے ساتھ شہید بسم اللہ جان کو وہیں پایا گیا۔

تیسرے روز مل جانے والے شہید کا جسد اطہر اتنا نرم، ملائم اور تر و تازہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا جیسا خدا کی رحمت نے اسے ابھی ابھی اپنی آغوش میں لے لیا ہو۔ اور ان کی شہادت کا واقعہ پیش آیا ہو۔

ولایت غزنی سے تعلق رکھنے والا نوجوان مجاہد محمد ظاہر خان شہید اپنے مجاہدانہ کارناموں اور زبردست ایثار و قربانی اور بے مثال جان فروشی کے باعث معروف اور تمام مجاہدین کے محبوب تھے اور کافی عرصہ سے اشتراکیت اور کمیونزم اور روسی سامراج سے برسرپیکار تھے۔ موصوف کی شادی کی تقریب تھی، مجاہدین بڑی تعداد میں شریک تقریب تھے۔ عصر کا وقت تھا اپنے محبوب قائد کی برات کا انتظار کیا جا رہا تھا کہ مخبروں نے روسی دشمن کو اطلاع کر دی، دشمن نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر بڑے زور کا حملہ کیا۔ مجاہدین مدافعت کیلئے

آگے بڑھے، مجاہد محمد ظاہر خان بھی اپنے دوسرے رفقاء کے ساتھ بڑی بے جگری اور دلیری کے ساتھ میدانِ کارزار میں مردانہ وار کود پڑے۔ دوستوں نے انہیں روکنے کی بہت کوشش کی اور کہا کہ تمہاری شادی ہو رہی ہے یہی بہتر ہے کہ تم اس معرکہ سے اپنے کو الگ رکھو۔ مگر محمد ظاہر خان کی رگوں میں اسلامی حمیّت، جان نثاری و سرشاری کا خون متلاطم تھا۔ ملتِ اسلامیہ کی بقاء کی خاطر اسکی دل کی دھڑکنیں بے قرار تھیں اور اپنی بڑی سے بڑی خوشی و مسرت پر جاں سپاری میں قرار سمجھتے تھے۔ چنانچہ وہ دوسرے مجاہدین کے شانہ بشانہ دشمن سے مردانہ وار لڑتے خدا جانے کتنے دہریئے اور روسی دشمنوں کو جہنم رسید کرتے ہوئے خود خلعتِ شہادت سے سرفراز ہوئے جب مجاہد محمد ظاہر خان کی خونِ شہادت میں دھلی ہوئی نعش گھر لائی گئی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دولہا نے خونِ شہادت کو شبِ عروسی کیلئے لباس کے طور پر زیب تن کر لیا ہے۔ قدرت کی نیرنگی اور ربِّ کائنات کی بے نیازی دیکھئے کہ عین اس وقت (جب شہید محمد ظاہر خان گھر لائے گئے) ان کی دلہن بھی گھر لائی گئی اور اتفاق سے اسکی عروس بھی سرخ تھی، ادھر شہید محمد ظاہر خان کی نگاہِ انتخاب بھی خوب کو چھوڑ خوب تر پر جم گئی۔ اور آج شہید موصوف کی نگاہیں زوجہ فی الدنیا کی بجائے جنّت کی حوروں پر کھل رہی تھیں۔

ایک مسلمان خاتون کی جرأتِ ایمانی اور غیرتِ اسلامی کا یہ واقعہ بھی اس قدر حیرت انگیز ہے۔ کہ قرنِ اوّل کی مسلمان خواتین اور صحابیات کی یاد تازہ کر دیتا ہے۔ اس خاتون کا شوہر کمیونسٹ ہو گیا اور مسلمان مجاہدین سے مقابلہ کی غرض سے کارمل فوج میں بھرتی ہو گیا۔ اس کے گاؤں پر مجاہدین کا قبضہ تھا۔ اس وجہ سے وہ اپنے گھر بھی نہیں رہ سکتا تھا۔ بیوی کو خفیہ پیغام بھیجا کہ میرے پاس فلاں مقام پر پہنچ جاؤ۔ بیوی نے تحریری جواب بھیجا کہ میں مسلمان ہوں اور میرے والدین بھی مسلمان ہیں، مجھے غیرتِ ایمانی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ آپ جیسے بے دین، دہریئے اور بد مذہب کے ساتھ زندگی بسر کروں۔ تم مرتد ہو چکے ہو اور میں بحمد اللہ اسلام پر قائم ہوں۔ چونکہ تمہارے ارتداد کے بعد ہمارے درمیان کوئی رشتہ باقی نہیں رہا۔ اس لئے آئندہ میرا تصوّر بھی نہ کرنا، میرا آنا تو ہے ہی ناممکن، اگر تم بھی گھر آئے تو یاد رکھنا میں نے اپنے بچّوں کو بندوق چلانا سکھلا دیا ہے۔ تمہاری ضیافت تمہارے بچّے بندوق کی گولیوں سے کریں گے۔

جب اس مجاہدہ مسلمان خاتون کا یہ خط اس نے دیکھا تو غصہ ہوا اور ساتھیوں سے مشورہ کر کے یہ فیصلہ کیا کہ اب میں اپنی بیوی کو زبردستی لاؤں گا۔ چنانچہ اس غرض سے کسی حیلے بہانے ایک رات گاؤں آ کر اپنے گھر داخل ہوا۔ مسلمان خاتون نے ناگہاں ایک مرد کی آہٹ سن کر آواز دی، کون ہو؟ اس نے جواب دیا تمہارا شوہر۔ خاتون نے اسے نکل جانے اور قریب نہ آنے کیلئے کہا، مگر وہ باز نہ آیا اور آگے بڑھنے لگا تو خاتون نے بچّوں کو آواز دی جنہوں نے فوراً بندوق کی گولی داغ کر اپنے والد کو جہنم رسید کر دیا۔ اور والدہ کی عزّت کو

محفوظ رکھا۔

عیدالاضحیٰ کی مبارک رات تھی اکثر مجاہدین حضرت ابراہیمؑ کے اسوہ حسنہ کو زندہ کرنے اور ان کی یاد منانے گھروں کو جاچکے تھے اور چھاؤنی (جس پر مجاہدین کا قبضہ تھا) میں مجاہدین کی قلیل تعداد تھی جو باقی رہ گئی تھی۔ روسی دشمن نے اس موقعہ کو غنیمت جانا اور بڑی تیاری اور بہت بڑی بھاری تعداد فوج کے ساتھ چھاؤنی پر حملہ آور ہوا اور اسّی ٹینکوں، دسیوں بکتر بند گاڑیوں اور ہوائی جہازوں سے مجاہدین کی چھاؤنی زبردست بمباری کی مجاہدین کو ہراساں کرنے کی کوشش کی۔ مجاہدین نے بھی استقامت اور پامردی سے دشمن کا مقابلہ کیا صبح تک جنگ جاری رہی، آخر دشمن کو جو ہر طرح کے سامان جنگ سے مسلح تھا، اپنی بھاری اکثریت کے باوجود بہت کم اور قلیل مجاہدین کے مقابلہ میں بری طرح ناکامی و نامرادی اور عبرتناک شکست کے ساتھ واپس ہوا۔ مجاہدین کو بڑی مقدار میں اسلحہ توپیں مشین گنیں اور پچاس مختلف قسم کی گاڑیاں مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوئیں اور روسی کارمل فوجیوں سے دو سو چالیس سے زائد افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔

■■

وضو قائم رکھنے کے لئے جوتے پہننا بہت ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیئے کہ اس کا وضو قائم رہے۔

سروس انڈسٹریز

پائیدار۔ دلکش۔ موزوں اور واجبی نرخ پر جوتے بناتی ہے

سروس شوز

قدم قدم حسین قدم قدم آرام